اسلام، تصوف اور قدرتی ماحول کا تحفظ

Abstract: This article draws our attention to Islamic teachings regarding the natural environment. The Quran refers to natural thing as sacred and community (*umma*) of God. The natural objects worship God and have their rights as bestowed by God Himself. *Hadith* and *Sunnah* of Prophet Muhammad (PBUH) emphasize much importance to the preservation of nature and to deal with it with kindness .For Sufi's these natural things are not only sacred creature of God but also a mean and a way to reach God as Sufi's focus on the spiritual relationship with the nature .Sufi teachings focus on the sacredness of natural objects as they see the reflection of God in the nature. However, this is not a holistic study of Sufism and its approach to the conservation of natural environment with giving some examples from medieval end and Sufi literature. This article highlights some spiritual and ethical importance of nature in the Sufis' perspective.

ڈاکٹر ظفر حسین ہرل،

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، بہاؤدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

تعارف

بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن اس کو رہنے کے لیے جس کائنات کی ضرورت ہے اس کے حقوق بھی انسان پر واجب ہیں۔ کائنات میں انسانی رہائش گاہ ہماری یہ زمین ہے جس کو ہم اپنی دنیا کے نام سے پہچانتے ہیں۔ یہ دنیا انسان کی آبادکاری کی وجہ سے سنجیدہ ماحولیاتی بحران سے گزر رہی ہے اور اس بحران کو پیدا کرنے میں بنیادی کردار خود حضرت انسان کا ہے۔ پچھلی دو صدیوں میں سائنسی ترقی کا استعمال کرتے ہوئے انسان نے وسائل فطرت کو بڑی بے دردی سے لوٹا ہے۔ اس دور کے بہت سے فلاسفرز اور مفکرین کا کہنا تھا کہ سائنسی اور مادی ترقی انسان کو مطمئن کر سکتی ہے۔ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی ہی تمام انسانی مسائل کا حل ہے نیز اس فکر کے بھی حامی نظر آتے ہیں کہ مذاہب کی تعلیمات اور مابعد الطبیعاتی مفروضے ہماری زندگی سے کوئی سروکار نہیں رکھتے[1]۔ مزید یہ کہ دور جدید میں مذہب اور روحانیت بے معنی چیزیں ہیں، اس فکری رجحان نے بھی فطرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اب گزشتہ چند دہائیوں سے مفکرین ماحولیاتی بحران کو انسان کا اخلاقی اور روحانی بحران قرار دے رہے ہیں اور اس کا حل تلاش کرنے کے لیے مذہب اور فلسفہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بالخصوص مذاہب کی تعلیمات پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے کہ مذاہب تمام مخلوقات اور فطرت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو سمجھنے میں کس طرح سے ہماری مدد کرتے ہیں۔ ہمیں فطرت کے حوالے سے کون سے رویوں اور اقدار کو اپنانے کا درس دیتے ہیں۔ اس حوالے سے مذاہب بہت سی کہانیاں اور تعلیمات فراہم کرتے ہیں کہ ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ فطرت کیا ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اس کو کس نے بنایا ہے؟ فطرت کے ساتھ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ اس کی کیا اہمیت ہے؟ فطرت کو اور ہمیں بنانے والے کے ساتھ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ ان تمام سوالات کے جواب میں مذہب ہماری مدد کرتا ہے۔ یہی سوالات زندگی کے متعلق ہمارے نقطہ نظر کو تشکیل دیتے ہیں جو کسی بھی معاشرے یا انفرادی زندگی کے لیے نہایت اہم ہیں۔[2]

یہ مضمون متذکرہ بالا سوالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسلام کی فطرت کے حوالے سے تعلیمات زیر بحث لاتا ہے اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حصے میں اسلام، قرآن، حدیث اور سنت کی روشنی میں فطرت کہ متبرک تناظر کی وضاحت کی گئی ہے اور اس کے حقوق جو اللہ تعالی نے اسے عطا کیے ہیں بیان کیے گئے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ فطرتی دنیا کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ تصوف اور فطرتی ماحول کے بارے میں ہے جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ کس طرح تصوف کی تعلیمات فطرتی ماحول سے محبت اور روحانی تعلق کو اجاگر کرتیں ہیں۔ تصوف یا صوفی ازم وہ علم ہے جو انسان اور اللہ کی ذات کے درمیان تعلق بناتا ہے۔ ظاہری اور باطنی امن کے ساتھ ساتھ روحانی بلیدگی پر بھی زور دیتا ہے۔ صوفیا سچائی، محبت اور خلوص کا درس دیتے ہیں۔ غیر سماجی

سرگرمیوں کو نہ صرف تنقید کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ انسان کا وہ رویہ جو قدرتی ماحول کے خلاف ہو اس کی بھی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور صوفیا کے نزدیک برائی کا کام اللہ کی ذات سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس برائی کی وجہ سے ان کی باطنی فطرت مردہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ ظاہری فطرت کے ساتھ بھی برا سلوک کرتے ہیں[3]۔ جبکہ تیسرا حصہ مضمون کا نچوڑ ہے۔ یہ مضمون تصوف اور اسلامی تعلیمات کا کلی احاطہ نہیں کرتا بلکہ ان کی ایک جہت کو پیش کرتا ہے۔

اسلام اور قدرتی ماحول کا تحفظ

پچھلی کچھ دہائیوں سے جب گلوبل وارمنگ[4] اور دوسرے ماحولیاتی مسائل نے شدت اختیار کی تو ان ماحولیاتی مسائل کی وجوہات پر بحث شروع ہوئی۔ اہل علم نے اس کی ایک اہم وجہ انسان کی اخلاقی و مذہبی روایات سے دوری کو قرار دیا ۔اور اس بات پر زور دیا کہ مذہب کی "فطرت" کے حوالے سے تعلیمات کو از سر نو دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص مذاہب کی تعلیمات پر توجہ کو ناگزیر گردانا گیا۔ اگر ہم دین اسلام کی بات کریں تو اس نے اپنی تعلیمات میں فطرت کی اہمیت پر بارہا زور دیا گیا ہے۔ قرآن، حدیث آپ ﷺ کی سنت و شریعت اور تصوف میں فطرت کی اخلاقی، روحانی، سماجی اہمیت اور اس کے حقوق پر توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن پاک جسے دین اسلام، اسلامی فلسفہ وجہان فکر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور جو تمام ہدایات اور فکر و نظر کا منبع و سرچشمہ ہے فطری مظاہر کو خدا کی نشانیاں قرار دیتا ہے بہت سی قرآنی آیات میں خدا مظاہر فطرت کی قسمیں اٹھاتا ہے کئی قرآنی سورتوں کے نام مظاہر فطرت پر ہیں[5]۔ سینکڑوں آیات ایسی ہیں جو ماحول کے حوالے سے سوچنے کا شعور دیتی ہیں کہ فطرت کے ساتھ ہمیں کس طرح کا رویہ اپنانا چاہیے۔

فطرت کا قرآنی تصور سمجھنے کا آغاز ہم نزول وحی کے سلسلے کی پہلی کڑی سے ہی کر سکتے ہیں۔ نبی پاک پر پہلی وحی کا نزول کسی شہر یا بستی میں نہیں ہوا بلکہ جبل نور پر (ایک مکمل فطرتی جگہ) ہوا۔ پہلی آیات ہی ہمیں اس مطالعہ کی دعوت دیتی ہیں کہ زمین اور آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ بھی دیکھا جا سکتا ہے اللہ پاک کی تخلیق کے تناظر میں دیکھیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا۔[6]

ہمیں ابتدا سے ہی یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ تمام چیزوں کو پیدا کرنے والی اور پالنے والی ذات خدائے بزرگ و برتر کی ہے اور کوئی بھی چیز بے مقصد اور بے مصرف پیدا نہیں کی گئی۔ قرآن پاک بھی اس تصور کو مکمل طور پر رد کرتا ہے کہ

کائنات یا اس میں موجود چیزوں کو بے مقصد یا بغیر کسی وجہ کے تخلیق کیا گیا ہے بلکہ کائنات کی تمام فطرتی چیزیں اللہ پاک کی ذات تک پہنچنے کی نشانیاں ہیں۔ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کائنات دونوں کے درمیان ہے اسے بے مقصد و بے مصلحت نہیں بنایا۔ یہ (بے مقصد یعنی اتفاقیہ تخلیق) کافر لوگوں کا خیال و نظریہ ہے۔ سو کافر لوگوں کے لئے آتشِ دوزخ کی ہلاکت ہے۔[7]

یعنی آسمان جیسی بلند اور وسیع مخلوق ہو یا زمین جیسی پست اور سخت اور لمبی چوڑی مخلوق ہو سب میں اللہ کی نشانیاں ہیں آسمانوں میں چلنے پھرنے والے اور ایک جا ٹھہرنے والے ستارے اور زمین کی بڑی بڑی پیداوار مثلاً پہاڑ، جنگل، درخت، کھیتیاں، پھل اور مختلف قسم کے جاندار، کانیں، الگ الگ ذائقے والے اور طرح طرح کی خوشبوؤں والے اور مختلف خواص والے میوے وغیرہ کیا یہ سب سوچ سمجھ والے انسان کی رہبری اللہ عزوجل کی طرف کرتیں ہیں؟ کائنات عالم پر غور کریں تو آسمان اور زمین اور ان میں سمائی ہوئی تمام مخلوقات اور ان کی چھوٹی بڑی چیزوں کا مستحکم اور حیرت انگیز نظام عقل کو کسی ایسی ہستی کا پتہ دیتا ہے، جو علم و حکمت اور قوت و قدرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ بالاتر ہو اور جس نے ان تمام چیزوں کو خاص حکمت سے بنایا ہو اور جس کے ارادہ اور مشیت سے یہ سارا نظام چل رہا ہو اور وہ ہستی ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ، ہی کی ہو سکتی ہے، اس لئے آسمان اور زمین کی پیدائش اور ان میں پیدا ہونے والی مخلوقات کی پیدائش میں غور و فکر کرنے کا نتیجہ عقل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی اطاعت و ذکر جو اس سے غافل ہے وہ عقلمند کہلانے کا مستحق نہیں، اس لئے قرآن کریم نے عقل والوں کی یہ علامت بتلائی ہے کہ وہ کائنات پر غور کرتے ہیں اور رب کائنات کی تمام تخلیقات کا احترام کرتے ہیں اور کبھی بھی ان کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے ذاتی مفاد کو ترجیح نہیں دیتے۔

فطرت کی تمام نشانیاں ہم پر اللہ تعالی کی صفات اور رحمت کو اشکار کرتی ہیں اس لیے تمام مخلوقات اس بات کا حق رکھتی ہیں کہ ان کا خیال رکھا جائے احترام کیا جائے اور ان کے حقوق کی پاسداری کی جائے۔ ان پر توجہ کی جائے کیونکہ ان کا اللہ پاک کی ذات کے ساتھ ایک خاص رشتہ ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اللہ پاک کے خالق ہونے کی مالک ہونے کی اور مختار کل ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اللہ پاک کی عبادت کرتی ہیں اس لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ بھی مسلمان ہیں جس طرح سے ہم مسلمان اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں اور فطرت چونکہ اللہ پاک کی ذات پر ایمان رکھتی ہے اور ہما وقت اللہ پاک کی عبادت میں مشغول رہتی ہے اس لیے وہ ہم سے بہتر مسلمان ہے یعنی پرندوں کا مختلف اوقات میں چہچہانا ان کا عبادت میں مشغول ہونا ثابت کرتا ہے۔ لہذا مسلمان کی اصطلاح صرف انسانوں کے

لیے مستعمل نہیں ہے قران پاک میں ان تمام مخلوقات کے لیے استعمال کی گئی ہے جو اللہ پاک کی عبادت میں مصروف ہیں اس لیے کہ تمام کائنات تمام فطرت اللہ پاک کی ذات کے سامنے سر بسجود ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ

کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدہ میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمینوں والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان بھی[8]۔

بعض مفسرین نے اس سجدے سے ان تمام چیزوں کا احکام الٰہی کے تابع ہونا مراد لیا ہے، کسی میں مجال نہیں کہ وہ حکم الٰہی سے سر تابی کر سکے۔ ان کے نزدیک وہ سجدہ اطاعت وعبادت مراد نہیں جو صرف عقلا کے ساتھ خاص ہے۔ جب کہ بعض مفسرین نے اسے مجاز کے بجائے حقیقت پر مبنی کیا ہے کہ ہر مخلوق اپنے اپنے انداز سے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے مثلاً «مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ» سے مراد فرشتے ہیں «وَمَنْ فِي الْاَرْضِ» سے ہر قسم کے حیوانات ہر قسم کے حیوانات، انسان، جنات، چوپائے اور پرندے اور دیگر اشیاء ہیں یہ سب اپنے اپنے انداز سے سجدہ اور تسبیح کرتی ہیں۔ لہذا ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں کہ ہم اللہ پاک کی عبادت میں مشغول مخلوق کو بے دردی سے قتل کریں۔ قران پاک میں پرندوں اور جانوروں اور فطرت کے لیے امت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے اور نہ ہی اپنے پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ ہے مگر وہ تمہاری جیسی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اپنے رب کی طرف ہی اٹھائے جائیں گے[9]۔ ان آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح سے ہم حضرت محمد کی امت ہیں اور ہمیں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا حکم ہے اسی طرح فطرت مثلاً پرندے، جانور، درخت، قدرت کے تمام اجزاء بھی اللہ تعالی کی براہ راست امت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات میں بھی ہمیں تمام مخلوقات کے لیے بے پناہ رحم ہمدردی اور محبت نظر آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بغیر ضرورت کے ایک چڑیا تک کو مارنے پر بھی جواب دہی کا فرمایا ہے اور درخت لگانے کی ترغیب دی، جنگ کے دوران بھی پودوں کو تباہ کرنے پر پابندی عائد کی، جانوروں سے محبت کی اور ان کے ساتھ بڑی مہربانی کی۔ یہاں تک کہ قدرتی زندگی کے لیے محفوظ علاقے بھی قائم کیے، جنہیں عصری قدرتی پارکوں اور فطرت کے تحفظ کے لیے اسلامی نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اندلس کے مشہور صوفی ابن عربی (متوفی 1240)

نے پیغمبر اسلام ﷺ کا فطرت / ماحول کے حوالے سے رویہ بیان کرتے ہوئے ایک قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

مشکا کے قبرستان کے آس پاس (سیویل میں)... وہاں ایک کھجور کا درخت تھا، جیسا کہ کوئی دیکھ سکتا تھا، بہت زیادہ جھکا ہوا تھا۔ آس پاس کے گھروں کے لوگوں نے اس خوف سے کہ کہیں یہ ان کے گھروں پر گرے اور انہیں نقصان پہنچے، مقامی حکمران سے شکایت کی جس نے ان کی تشویش کے جواب میں اسے کاٹنے کا حکم دیا۔ جو لوگ اسے کاٹنا چاہتے تھے وہ عصر کی نماز کے بعد اس جگہ پر پہنچے اور کہا: ''جلد ہی اندھیرا چھا جائے گا۔ اگر خدا نے چاہا تو کل کاٹ دیں گے۔ اب ایسا ہوا کہ ہمارے ایک صحابی نے خواب دیکھا کہ پیغمبر خدا مشک کے قبرستان کی ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، (اور اس نے دیکھا کہ) کس طرح زیر بحث کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین میں ہل چلا رہا تھا یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا۔ پھر اس نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ اس کے جھکاؤ کی وجہ سے اسے کاٹنا چاہتے ہیں، اس خوف سے کہ اس سے ان کے گھروں کو نقصان پہنچے گا، اس نے آپ ﷺ سے کہا،
اے خدا کے پیغمبر میرے لیے دعا کیجئے۔ جس شخص کو یہ نظر آیا اس نے بیان کیا کہ خدا کے پیغمبر نے پھر اپنا ہاتھ کھجور کے درخت پر رکھا جو فوراً سیدھا ہو کر اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔ صبح کو جب لوگ اٹھے تو میں لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ اس خواب کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے گیا تو ہم سب نے دیکھا کہ وہ بغیر کسی جھکاؤ کے سیدھا ہو گیا ہے۔

تیرہویں صدی کی یہ روایتی کہانی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قدرتی ماحول کے حوالے سے رویہ بیان کیا گیا ہے آج کے مسلمان کے لیے ایک طاقتور سبق کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر کیا آج کا مسلمان اس رویے کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قریب موجود درختوں کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ ان کے حقوق کی پاسداری کرے اور محض اپنی سہولت دولت اور لالچ کی خاطر انہیں نہ کاٹے۔

انسان اور فطرت کے دوسرے عناصر کے درمیان ایک خاص اور بنیادی ربط ہے اور اس رشتے کی بنیاد اس بات پر ایمان ہے کہ انسان جب فطرت کے دیگر عناصر میں سے کسی عنصر کے ساتھ زیادتی کرے یا اس کا غلط استعمال کرے یا اس فطری نظام میں کوئی خلل ڈالے تو نتیجے میں خود انسان کو بھی کافی ضرر اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی چڑیا یا اس سے بڑی چیز کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔ (سنن النسائی)

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی کرے گا اور اس سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کھالے گا، وہ اس کے لئے صدقہ بن جائے گا۔"(بخاری شریف حدیث نمبر ۲۳۲۰، ۶۰۱۲)

اسلام کی ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ جانور کو بھی ناحق ہلاک نہ کیا جائے، کیونکہ ماحولیات کے لازمی عناصر میں سے ایک عنصر وہ بھی ہے۔ چنانچہ شریر بن سویدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو کسی پرندہ کو بطور تفریح قتل کرے گا، وہ کل قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے فریاد کرتے ہوئے کہے گا کہ اے رب! فلاں نے مجھے تفریح کے طور پر قتل کیا، اور کسی فائدہ کی خاطر قتل نہیں کیا۔" (سنن نسائی، حدیث نمبر ۴۴۴۶)

اسی طرح سے شریعت میں بھی ماحولیاتی تحفظ کو یقینی بنانے کی تاکید ہوئی ہے۔ شریعت نے اس بارے میں باقاعدہ فقہی قواعد بنائے ہیں۔ شریعت وہ قانون ہے جس کا ماخذ قرآن پاک، احادیث اور سنت ہے شریعت کا لغوی معنی راستہ ہے سادہ الفاظ میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک ایسا راستہ جو خدا کی ذات کی طرف لے جاتا ہے شریعت کہلاتا ہے شریعت مسلمانوں کی عملی زندگی میں نہایت اہمیت کی حامل ہے یہ بہترین طریقے سے بنایا ہوا لائحہ عمل ہے جو انسان کو زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھاتا ہے۔ شریعت انسانوں کی روحانی مادی سیاسی اور ہر طرح کے معاملات میں رہنمائی کرتی ہے اسی طرح فطرت کے ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہونا چاہیے اس کے متعلق بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے اسلام میں سیاسی سماجی معاشی اور فطری معاملات میں حد بندی نہیں ہے بلکہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں اور شریعت کے مطابق دیکھیں تو روحانی اور مادی دنیا میں بہت گہرا تعلق ہے جو ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونے دیتا۔ کسی بھی صورت میں ہونے والی علیحدگی نفسیاتی اور معاشی مسائل کو جنم دیتی ہے۔[10]

شریعت میں فطرت کے حقوق مقرر کیے گئے ہیں ان حقوق کی بجا آوری کے حوالے سے انسان پر نائب خدا اور اشرف المخلوقات کی حیثیت[11] سے سب سے بھاری ذمہ داری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات میں ہمیں تمام مخلوقات کے لیے بے پناہ رحم ہمدردی اور محبت نظر اتی ہے اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بغیر ضرورت کے ایک چڑیا تک کو مارنے پر بھی جواب دہی کا فرمایا ہے۔

مثلاً بدھ مت اور ہندو مت کی بہت سی تعلیمات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ درخت، پہاڑ، دریا، کائنات کے متبرک اجزاء ہیں[12] مذہب پر کئی حوالوں سے تنقید ہوتی ہے ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مذہب نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اس لیے اس کو کھلی چھٹی مل گئی کہ وہ تمام وسائل کو اپنی ضروریات کے لیے جیسے چاہے استعمال کرے۔ حالانکہ اس دلیل کے برعکس تمام مذاہب نے فطرت سے محبت اور اس کی حفاظت کی تعلیم دی ہے۔

تصوف اور قدرتی ماحول

دین اسلام کی ایک مضبوط روایت تصوف کی ہے عام تصور کے برعکس صوفیائے کرام نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا کردار ادا کیا ہے چاہے وہ روحانی پہلو ہو سیاسی ہو یا سماجی۔ تصوف کی بنیادیں قرآن حکیم اور احادیث نبوی اور سنت رسول پر قائم ہے[13]۔ تصوف کا اصل مادہ "صوف" ہے، جس کا معنی ہے "اون"۔ اور "تَصَوُّف" کا لغوی معنی ہے "اون کا لباس پہننا" ہے[14]۔ صوفیا کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: اپنے اندر کا تزکیہ اور تصفیہ کرنا، یعنی اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں اور رذائلِ اخلاق سے پاک وصاف کرنا اور فضائلِ اخلاق سے مزین کرنا[15]۔ تصوف وہ علم ہے جو وجود باری تعالیٰ کو سمجھنے میں مدد دیتا خالق اور مخلوق دونوں سے محبت پیدا کرتا۔ اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کا طریقہ سکھاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا مقصد اور مطمع نظر صبر و قناعت، فقر و مسکینی خدا پر اعتماد اور توکل، سنجیدگی، سکوت عبادت و ریاضت، یاد الٰہی ذکر و فکر نیکی و اخلاق، ہمدردی انس و محبت اور ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے۔ تصوف انسان کے علاوہ فطرتی و قدرتی اجزا کے ساتھ بھی امن اور توازن والا تعلق قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صوفیا کے نزدیک فطرت کے ساتھ جو بہترین تعلق قائم ہو سکتا ہے وہ روحانی بہتری کا ہے کیونکہ روحانی بالیدگی کے لیے ضروری ہے کہ ہم فطرت کے ساتھ امن اور محبت کے ساتھ رہیں اور اگر کوئی شخص روحانی پاکیزگی کے ذریعے اللہ پاک کی ذات تک پہنچنا چاہتا ہے تو فطرت اس کے لیے بہترین راستہ ثابت ہو سکتی ہے اس لیے صوفی اللہ پاک کی نشانیاں انسانوں اور فطرت دونوں میں دیکھتے ہیں۔[16]

شیخ سعدی (1292) گلستان میں لکھتے ہیں کہ

بی جھان خرم از آنم کی جھان خرم از وست،

عاشیقم بر ھما عالم کی ھما عالم از وست[17]

میں فطرت کی دنیا میں خوش ہوں کیونکہ فطرت کی دنیا اس کے ذریعے خوش ہے،

میں پوری کائنات کے ساتھ محبت میں ہوں کیونکہ پوری کائنات اس کی طرف سے آتی ہے۔

مولانا روم (متوفی 1273) کی مثنوی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فطرت مخفی قوتوں سے بھری ہوئی ہے اور ان مخفی قوت کو جاننا اس عمل کا حصہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے باطن کو منور کرتے ہیں۔ ہم تب تک روحانی ترقی نہیں کر سکتے جب تک ہم یہ نہ جان لیں کہ فطرت کیا ہے اور اس کا ہمارے ساتھ اور ہم دونوں کو بنانے والے کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کیسا تعلق ہے؟ فطرت اللہ پاک کی جاری رہنے والی تخلیق ہے اور روز بروز بدلنے والی چیز ہے۔ لہذا ہم اسے جامد بے جان اور کم تر چیز سمجھ کر نظر انداز نہیں کر سکتے۔[18]

صوفیا نے دور ملوکیت میں خصوصا مادیت کے دور میں فطرت کو محض چیز سمجھنے والے رویے پر تنقید کی ہے [19]۔ انہوں نے دینی اور دنیاوی معاملات میں توازن کی تعلیم دی کہ اسلام ایک دین توازن ہے، صوفیا نے فقر اور توکل کو اپنایا اور وسائل فطرت کے بے دری استعمال کی بھرپور مخالفت کرتے ہوئے سادگی کا درس دیا[20]۔ صوفیا فطرت کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے اور فطرت کے ساتھ ان کا رویہ کس طرز کا تھا اور ان کا رویہ ہمارے لیے کیا درس رکھتا ہے، اسے ہم ایک کہانی کے ذریعے آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ قرون وسطیٰ کے صوفی شاعر فرید الدین عطار، بصرہ کی آٹھویں صدی کی مسلمان صوفی خاتون ربیعہ کی زندگی سے ایک کہانی بیان کرتے ہیں،

روایت ہے کہ ایک دن حضرت ربیعہ پہاڑ پر چڑھی ہوئی تھیں۔ جنگلی بکریاں اور غزال چاروں طرف جمع ہو کر اسے گھور رہے تھے۔ اچانک، حسن بصری [ایک اور معروف ابتدائی مسلمان صوفی] نمودار ہوئے۔ تمام جانور بھاگ گئے۔ حسن نے جب یہ دیکھا تو پریشان ہو گئے اور کہنے لگے ربیعہ جب وہ تم سے اتنی شناسائی رکھتے ہیں تو مجھ سے کیوں شرماتے "ہیں؟ ربیعہ نے کہا آج تم نے کیا کھایا؟ "شوربہ"۔ "تم نے ان کی چربی کھائی۔ وہ تم سے کیسے نہیں شرماتے؟

اس کہانی سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ کیوں آج کا مسلمان فطرت سے اس قدر دوری پر ہے۔ اور کیوں فطرت کے ساتھ وہی ہم آہنگی نہیں رکھ پا رہا جو ہمیشہ سے موجود تھی۔ لہذا اگر ہم فطرت کے ساتھ دوبارہ سے وابستگی چاہتے ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم جانوروں کا شکار کم سے کم کریں۔ اور اپنی ضروریات کو اعتدال پر لانے کی سعی کریں تب ہی ممکن ہے کہ ہم قدرت کے ساتھ اپنے سابقہ رشتے کو بحال کر سکیں اور اس بحالی کے نتیجے میں بڑھتے ہوئے ماحولیاتی بحران سے نپٹ سکیں۔

تصوف میں ایک نظریہ تجلی کا ہے جس کے مطابق فطرت کے ہر زاویے میں خدائے برتر کی تجلی موجود ہے تصوف میں محبا یا محبت کا جو نظریہ پایا جاتا ہے، وہ صرف خدا سے محبت کا نہیں بلکہ اس کی تمام مخلوقات سے محبت کا نظریہ ہے جس میں تمام جمادات و نبادات شامل ہیں۔ ابن عربی کا وحدت الوجود کا تصور سب سے پہلے ہمیں اس بات پر اکساتا ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ تمام انسان آپس میں جڑے ہوئے ہوتے ہیں اس کے بعد دوسرے مرحلے پر انسان اور فطرت آپس ہوئے ہیں اور تیسرے مرحلے میں انسان اور فطرت اللہ تعالی کی ذات سے جڑے ہوئے ہیں۔ ابتدائی دور سے میں لے کر دور جدید تک صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات میں فطرت سے ہم اہنگی کا سبق دیا ہے کچھ مختصر حوالے پیش خدمت ہیں۔

بارویں صدی عیسوی کے مشہور صوفی فلاسفر شیخ شہاب الدین سہروردی (متوفی 1234) کے مطابق اس دنیا کے تمام مظاہرے فطرت کی جڑیں نور حقیقی سے جڑی ہیں تمام کائنات زندہ اور مقدس ہیں۔ اسی عہد کے ایک اور صوفی عالم محی الدین ابن العربی نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ان کے نظریہ تجلیات حق کے مطابق حق کا اظہار فطرت کے ہر ذرہ میں موجود ہے ابن العربی نے دنیا کو ایک عظیم کتاب سے تشبیہ دی اور اسے المصحف الکبیر کا نام دیا کہ اس سے سیکھیے اس کی عزت کیجئے اور اس کی حفاظت کیجئے۔ امام غزالی کے مطابق ہر تخلیق اپنے خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے دنیا کا حسن ہمیں اس کے خالی کے شکرانے پر مجبور کرتا ہے[21]۔ دور جدید کے صوفی بزرگ شیخ عنایت خان (متوفی 1671) فطرت کی ماحول کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ماحولیاتی مسائل سے اس وقت نپٹ سکتے ہیں جب اس بات کو تسلیم کریں کہ یہ فطرت اور ماحول انتہائی مقدس ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا ہمیں سیلاب زلزلوں یا قحط سالی کی صورت میں سزا نہیں دے رہا بلکہ اس کے ذمہ دار ہم سب ہیں صرف مغربی دنیا نہیں۔

دور جدید میں مسلمانوں کے عظیم عالم اور صوفی مفکر سید حسین نصر اس عہد میں ماحول کی حفاظت کے حوالے سے سب سے پہلی اور توانا آواز ہیں انہوں نے ماحول کے موضوع پر بہت لکھا ہے اور اپنی تحریروں اور تقریر کے ذریعے سے اس مسئلے کو پوری دنیا میں اجاگر کیا ہے۔ ان کی اس موضوع پر کتاب مین اینڈ نیچر سپر چول کرائسز ان ماڈرن مین سن 1968 میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اس وقت ہی مستقبل قریب میں شدید ماحولیاتی مسئلہ کے بارے میں دنیا کو خبردار کیا ان کے مطابق موجودہ ماحولیاتی مسائل کی جڑیں اس عہد کے انسان کے نفسیاتی مسائل سے جڑی ہیں[22]۔ وہ کہتے ہیں کہ تصوف کو صرف خدا کی محبت کے طور پر نہیں لینا چاہیے بلکہ تصوف[23] کی مخلوق خدا اور فطرت سے محبت کی تعلیمات کو اجاگر کرنا چاہیے۔ تصوف کی تعلیمات میں انسان اور فطرت کا رشتہ بھی اتنا اہم ہے جتنا انسان کا خدا کے ساتھ۔ وہ سائنس کے منصفی استعمال پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ صوفیہ کرام نے فطرت سے محبت کا اظہار اپنی شاعری

میں بھی کیا ہے عہد وسطیٰ میں دور جدید کی طرح موحولیاتی مسائل نہیں تھے۔اس لیے صوفی شاعری میں اس حوالے سے ہمیں کوئی براہ راست حوالہ چاہے نہ ملے ہمیں فطرت اس کی خوبصورتی اس کی اہمیت اور فطری مناظر کے ہزارہا حوالے ملیں گے۔ تیرہویں صدی عیسوی کے مشہور صوفی مولانا جلال الدین رومی[24] کی شاعری میں جابجا آپ کو پھولوں بارشوں دریاؤں اور درختوں کے حوالے ملیں گے۔وہ فطرت اور انسان کے تعلق کو اپنی شاعری میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

از جمادی مُردم و نامی شدم

وز نما مُردم بہ حیوان سر زدم

مُردم از حیوانی و آدم شدم

پس چہ ترسم ؟ کی ز مردن کم شدم ؟

کہ میں پہلے پتھر تھا پھر فنا ہو کر شجر ہو گیا پھر فنا ہو کر حیوان کی صورت بنا پھر انسان مجھے فنا کا کوئی خوف نہیں کیونکہ فنا سے مجھ میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوئی۔ پنجاب کی دھرتی اور زبان کے پہلے شاعر اور نامور چشتی صوفی بابا فرید گنج شکر (متوفی 1265)[25] کی شاعری میں مقامی روایات اور فطرت سے مثالیں ملتی ہیں مثلاً وہ فانی زندگی کو ایک دریا کے کناوپر کھڑے درخت اور کچے گھڑے سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔[26]

کندھی اُتے رُکھڑا

کچرک بنھے دھیر

کچّے بھانڈے رکھیے

کچر تائیں نیر

یعنی دریا کنارے اُگا پیڑ کب تک امید قائم رکھے۔ ناپختہ برتن میں کب تک پانی سنبھالیں

اس طرح وہ انسان کو ہر لحہ خبر دار رہنے کی تلقین کرتے ہوئے جوار کی فصل سے مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں

کوک فریدا کوک توں جیوں راکھا جوار

جب لگ ٹانڈہ نہ گرے تب لگ کوک پکار

بابا فرید نے عاجزی اور انکساری کا سبق دیتے ہوئے فرمایا کہ خاک کو بھی حقیر نہ جانو کہ چاہے انسان اسے زندہ ہوتے پاؤں کے نیچے روندتا ہے مگر یہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اوپر آ کر اس کے عیب چھپاتی ہے وہ فرماتے ہیں

فریدا خاک نہ نندیے

خاکو جیڈ نہ کوئے

جیوندیاں پیراں تلے

مویاں اُپر ہوئے۔[27]

اے فرید! خاک کی تحقیر نہ کر۔ مٹی جیسا کون ہو سکتا ہے۔ جیتے جی وہ ہمارے پاؤں تلے ہوتی ہے اور مر جانے پر وہ ہمارے اوپر آن کر ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ یہ پیغام نہ صرف ان کی شاعری میں ہے بلکہ وہ سادگی کی عملی تفسیر تھے۔ لاکھوں دلوں کے محبوب مگر گھر ایک کچا مکان سادہ لباس سادہ غذا۔

رُکھی سُکھی کھا کے ٹھنڈا پانی پی

دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جی

اے فرید! پرائی چیزیں دیکھ کر اپنے جی کو مت ترسا۔ اور روکھی سوکھی کھا کر ٹھنڈا پانی پینے کی عادت ڈال۔

صوفیا نے ہمیشہ پر تعیش زندگی کی نفی کرتے ہوئے سادہ اور صبر و قناعت والی زندگی کو ترجیح دی ہے۔ اور آج کے اس ماحولیاتی بحران سے نپٹنے کے لیے اسی سادگی کی ترویج لازمی ہو گئی ہے۔ ہمیں دوبارہ سے اپنی زندگیوں کو اعتدال پر لانے کی ضرورت ہے۔ ایسا اعتدال جو نہ صرف دیگر قدرتی مخلوقات کے حقوق سلب ہونے سے بچائے بلکہ ہماری اپنی زندگی کا بھی محافظ ثابت ہو۔ 16 صدی کے مشہور پنجابی صوفی شاعر شاہ حسین (متوفی 1599) کی شاعری میں بھی مقامی علامت و مقامی لوک داستانوں کے ذریعے فطرت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ چراغہ جنگل بیلا پھول کانٹے ان کی شاعری کے اس اشعار ہیں[28]، وہ فرماتے ہیں۔

مینڈا دل رانجھن راول منگی

جنگل بیلے پھراں ڈھونڈیندی رانجھن میرے سنگی مہیں آئیاں میرا ڈھول نہ آیا

بیر کوکے وچ جھنگے

راتیں دینہیں پھراں وچ جھل دے

پڑن بولاں دے کنڈے

.کہے حسین فقیر نمانا

رانجھن ملے کت ڈھنگے ..

سترویں صدی کے صوفی شاعر سلطان باہو (متوفی 1691) نے اپنی شاعری میں وحدت الوجود کے افکار کا اظہار کیا اور اپنی شاعری میں فطرت سے رنگ لیے فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ہو

نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھو

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن تے آئی ھو

جیوے مرشد کامل باہو جینے ایہ بوٹی لائی ھو

فطرت اور زندگی میں توازن پر ہر زبان میں صوفی شعرا[29] نے لکھا پشتو میں رحمان بابا بلوچی (متوفی 1706) میں مست توکلی سندھی میں شاہ عبداللطیف بھٹائی ان کی شاعری میں فطرت سے محبت کا درس ہے جہاں بجا مقامی علامات ملتی ہیں ایشا عبداللطیف بھٹائی نے شاہ جو رسالو میں سرسار رنگ کہ باب میں سندھ کے پورے ماحول کو بیان کیا ہے وہ ساون کی بارشوں کا سندھ کی ہریالی پر اثر مناظر فطرت چراغاں وں میں چرتے جو پائیوں اور کسان کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں بیان کرتے ہیں ان کی شاعری میں غرض کی شاہ لطیف کی شاعری اپنے ماحول اور موسموں کا خوبصورت آئینہ ہے۔ انیسویں صدی کے صوفی شاعر خواجہ غلام فرید (متوفی 1901)[30] کو مظاہر فطرت کی ترجمانی پر سرائیکی کا ورڈزورتھ کہا جاتا ہے

خواجہ صاحب نے روہی کے ریگستان میں 18 برس بسر کیے اور اس کے ذرے ذرے سے عشق ان کی شاعری سے عیاں ہیں

ایہ روہی یار ملاواری اے

شالا بر دم ہووئے ساوڑی اے

ونج پیسوں سڑی گاوڑی اے

گھن آپنے سوہنے سئیں وہ کنوں[31]

وہ روہی کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سر سبز و شاداب رہے، یہ دوستوں سے ملاتی ہے، ہم بھی وہاں جا کر اپنے محبوب سے ملیں گے۔ اس کے ہاتھ کی لسی پیئیں گے جس جنگل میں میرے محبوب کا ٹھکانہ ہے میں اس کی کنیز ہوں مجھے ہر ریگستانی پودے سے صدق وصفا کی خوشبو آتی ہے۔ اخر میں یہ عرض ہے کہ صوفیائے کرام نے نہ صرف اپنی تعلیمات شاعری بلکہ اپنے عمل سے سادگی اور ماحول دوستی کا درس دیا۔

نتیجہ

آج دنیا میں ماحولیاتی مسائل کی ایک وجہ نفسیاتی مسائل بھی ہیں۔ ایک انسان کا اپنی ذات کا عدم توازن اس کے عہد کے کے ماحول میں بھی عدم توازن پیدا کرتا ہے۔ خانقاہ اور اس سے وابستہ لوگ ہمارے معاشرے میں بہت اثر رکھتے ہیں ۔ اور وہ کلاسیکل صوفیز کی ماحول دوست تعلیمات کے فروغ میں اور عملی طور پر ماحول کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس وقت بھی دنیا کے مختلف حصوں میں صوفی کمیونٹیز ماحول پر کام کر رہی ہیں جس میں انڈونیشیا کی مثال بہت اہم ہے جہاں صوفی تنظیم ماحول کے بچاؤ پر کام کر رہی ہیں ہمارے یہاں بھی درسگاہوں سے بلند کیا گیا ماحول دوستی کا پیغام پر اثر ہو سکتا ہے اور ماحول دوستی کی طرف راغب کر سکتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہمیں یہ درس دیتی ہیں کہ اس کائنات کی ہر شے کا خالق و مالک اللہ تعالی ہے۔ جس نے آسمان کو سورج، چاند اور ستاروں سے مزید کیا اور زمین کے چہرے کو درختوں پھولوں باغات جانوروں اور پرندوں سے سجایا ہے۔ یہ کائنات اللہ تعالی کی تخلیق اور حسن کاریگری کا بہترین نمونہ ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر کائنات کے متبرک اور مابعد الطبعیاتی تناظر پر زور دیا گیا ہے۔ اس پہلو پر غور کریں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ فطرت کے ساتھ وہی سلوک روا رکھے جو کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا فطرت کے ساتھ تھا۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اتباع رسول

ﷺ میں فطرت کے ساتھ رحم اور مہربانی سے پیش آئے۔ فطرت جس بزرگ و برتر خالق کی تخلیق ہے اسی نے اسے حقوق بھی عطا کیے ہیں۔ اگرچہ انسان اللہ تعالی کی تخلیقات میں سے اعلی ترین درجے پر فائز ہے لیکن پھر بھی وہ فطرت کا ایک جز ہے۔ اور فطرت کے متعلق اس کی ذمہ داریاں بالکل ویسی ہی ہیں جیسی اس کے اپنے خاندان کی طرف ہیں انسان زمین پر خدا کا نائب ہے اور قیامت والے دن اسے اس کی فطرت کے حوالے سے اعمال کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ لہذا یہ بات نائب خدا کے لیے کسی طور روا نہیں کہ وہ فطرت کے ساتھ بے جان اشیاء کا سا سلوک کرے اور اس کے حقوق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کو تعیش سے بھرتا رہے۔ انسان کا بالعموم اور مسلمان کا بالخصوص یہ فرض ہے کہ وہ فطرت کا احترام کرے اور اس کے ماحولیاتی نظام کو اپنی بے جا خواہشات کی نظر کرتے ہوئے اس کے حقوق کی پامالی نہ کرے۔

حوالہ جات

1. Ibrahim Ozdemir, "Toward an Understanding of Environmental Ethics from a Qur'anic Perspective," in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 3-37, p. 4.

2. Mary Evelyn Tucker and John Grim, "Series Foreword," in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. xv-xxxii, p. XVI.

3. Abdul Aziz Said and Nathan C. Funk, "Peace in Islam: An Ecology of the Spirity," in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 155-184, p. 173.

4. Munjed M. Murad, The Western Orientation of Environmentalism in the Islamic World Today, (Religion and Development Volume 2, Issue Sep:2023), 45-50.

5. Ozdemir, "Toward an Understanding of Environmental Ethics from a Qur'anic Perspective," p. 3.

6. القرآن سورة العلق آیت 1

7. القرآن سورۃ ص آیت27

8. القرآن سورہ حج آیت78

9. القرآن سورہ انعام آیت38

10. Saadia Khawar Khan Chishti, “*Fitra*: An Islamic Model for Humans and the Environment,” in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 67-84, p 69.

11. Munjed M. Murad, The Western Orientation of Environmentalism in the Islamic World Today, (Religion and Development Volume 2, Issue Sep:2023), 42-43.

12. Tucker and John Grim, “Series Foreword,” p. XXVI.

13. تصوف کے مسائل اور مباحث، رشمع نوم ہوا، ڈاکٹر مرزا اصفدر علی بیگ، ریڈر اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد اے پی، ناشر، الیاس ٹریڈریس شاہ علی بنڈرروڈ حیدرآباد اے پی

14. ہجویری، ابوالحسن سید علی بن عثمان: کشف المحجوب، اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طارق، لاہور، ادارہ اسلامیات، طبع اول:۲۰۰۵ء،

15. چشتی، پروفیسر یوسف سلیم: تاریخ تصوف، لاہور، دارالکتاب، طبع اول:۲۰۰۹ء، ص:۱۱۵۔

16. Said and Nathan C. Funk, “Peace in Islam,” p. 174.

17. Seyyed Hossein Nasr, “Islam, the Contemporary Islamic World, and the Environmental Crisis,” in *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 85-16, p. 95.

18. L. Clark, “The Universe Alive: Nature in the Masnavi of Jalal al-Din Rumi,” *Islam and Ecology: A Bestowed Trust*, Edited by Richard C. Foltz, Frederick M. Denny and Azizan Baharuddin (Cambridge: Harvard University Press, 2003), pp. 39-66, p. 62.

19. Ali ibn Uthman Al-Hujwiri, The Kashf al-Mahjub. Eng trans. R.A. Nicholoson (London: Luzac & Co, 1911), 30-31.

20. William C. Chittick, "Sufism and Islam" in Jean-Louis, Michon, and Roger Wisdom Gaetani, (Bloomington: eds. Sufism: Love Wisdom, 2006), 29.

21. Bambang Irawan,APPLYING IBN ARAB'S CONCEPT OF TAJALL:A Sufi Approach to Environmental Ethics. (Teosofia: Indonesian Journal of Islamic Mysticism, Vol. 10, No. 1, 2021,). 21-30.

22. Seyyed Hossein Nasr, *Man and Nature: The Spiritual Crisis in Modern Man* (London: Unwin, 1968)

23. Tarik M. Quadir, Traditional Islamic Environmentalism: The Vision of Seyyed Hossein Nasr, (New York, 1975), 60.

24. Fateh Muhammad Malik, Spiritual Heritage of Pakistan: Sufi Poetry in Folk Idiom (Lahore: Sang-e-Meel, 2022), 15-17.

25. Sufi Poetry: Lessons In Nature & Leadership Posted on HYPERLINK " https://www.greenprophet.com/2010/ 12/sufi-poetry-nature-leaders/" to "December 14, 2010 by HYPERLINK " https://www.greenprophet.com/profile /arwaaburawa/" \o "View all posts by Arwa Aburawa" Arwa Aburawa in " https://www.greenprophet.com/category/lifestyle-culture/" Lifestyle, HYPERLINK

26. انعام الحق جاوید، پاکستانی زبانوں کی صوفی شاعری (لاہور : الفیصل 2019) 26

27. Farrukh Yar, Ishq Nama Shah hussain: Tasawuf, Malamat, Sangeet, Kalam (Jehlum: Book Corner, 2023), p. 88.

28. انعام الحق جاوید، پاکستانی زبانوں کی صوفی شاعری (لاہور : الفیصل 2019) 80

29. Ghulam Haider Sindhi, Sindhi Sufi Shu'rra: Hayat aur Shairi (Islamabad: NIHCR, 2013), 147.

30. Sufi Poetry of Bulleh Shah: A Dithyramb of Ecofeminism and Green Ecology Rafia Kiran Zahid. Available at https://al-asr.pk/index.php/alasr/article/view/32

31. انعام الحق جاوید، پاکستانی زبانوں کی صوفی شاعری (لاہور : الفیصل 2019) 174